تمدن ساز یونیورسٹی نصاب کی شناخت

گروہ مؤلفین: حسن نجفی،[۱] ڈاکٹر مہدی سبحانی نژاد[۲]

مترجم: سید محمد جون عابدی

خلاصہ

علم و دانش و ثقافت کا مرکز ہونے کے عنوان سے یونیورسٹیوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ ثقافتی اور سماجی تحول و تبدیلی کی راہ میں علم و معرفت اور کردار سازی کے اصول کو منتقل کریں، اسے فروغ دیں اور جدید علوم اختراع کریں، اس طرح کسی بھی تہذیب کی تشکیل اور ترقی میں ان یونیورسٹیز کا شمار اہم اور مؤثر عنصر کے طور پر ہوگا۔ اس بات کا دعویٰ بھی کیا جا سکتا ہے کہ یونیورسٹیز تہذیبوں کی برقراری کے لئے ستون کی حیثیت رکھتی ہیں اور بغیر یونیورسٹی کے کوئی بھی تہذیب ترقی نہیں کر سکتی ہے۔ اس لحاظ سے کسی بھی یونیورسٹی کا نصاب تعلیم بنیادی عنصر ہوتا ہے جو تہذیب و تمدن کی تعمیر جیسے عظیم مقاصد کے احقاق و تشکیل کی راہ میں ناقابل انکار اور حتمی کردار ادا کرتا ہے۔ چنانچہ اس تحریر میں وضاحتی اور نتیجہ خیز طریقہ کار کو اپناتے ہوئے یونیورسٹی کے تہذیب ساز نصاب تعلیم کی شناخت اور اسکے تشکیل کی خصوصیت کو ترسیم کیا گیا ہے۔

لہٰذا اس سلسلہ میں جو نتائج حاصل ہونگے وہ اس بات کی حکایت کریں گے کہ کوئی بھی یونیورسٹی اسی صورت میں تہذیب و تمدن کی تشکیل میں صف اول میں قرار پا سکتی ہے جب اس کے پاس ایسا بہترین نظام اور تعلیمی نصاب ہو جس کی بنیادیں عقائد، افکار اور اسلامی اعتقادات اور مقامی میراث پر استوار ہوں۔ اس بناء پر نصاب تعلیم کے چار عناصر سامنے آتے ہیں: دین، عقلانیت (تعقل گرائی)، علم اور اخلاق؛ لہٰذا تشکیل نصاب، اس کے نفاذ اور اس کی تشخیص کے لئے ان اصولوں کے معتدل استعمال کے ذریعہ یونیورسٹیاں جدید تہذیب کی تشکیل اور آئیڈیل اسلامی معاشرہ کی بنا کا مرکز قرار پا سکتی ہیں۔ نتیجتاً اس قسم کے تصورات اور مفاہیم میں غور

۱۔ پی ایچ ڈی اسٹوڈنٹ، شعبہ تعلیمی نصاب، دانشگاہ علامہ طباطبائیؒ۔

۲۔ لکچرار، شعبہ تربیتی علوم، دانشگاہ شاہد۔

وفکر کرنااور اس کے اصل پیغام اور خدو خال کو آمادہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ علم اور غور وفکر کی فضا کو ایجاد کیا جاسکے اگرچہ اس راہ میں مختلف نظریوں اور فکری آزادای کی فضا کا قائم ہونا ایک لازمی امر ہے۔

مقدمہ

ایران کا اسلامی معاشرہ جو دو عناصر سے آمیختہ ہے ایک "ایرانی" دوسرا ہے "اسلامی"، یہ معاشرہ نہ صرف مادی تہذیب و تمدن پر سخت تنقید کرتا ہے بلکہ اسلامی رنگ کے ساتھ جدید تہذیب کا دعویدار بھی ہے۔ یہ تہذیب اپنے جدید شعار اور نعروں کے ساتھ رفتہ رفتہ، مسلسل اور مستحکم طور پر زندہ ہو رہی ہے اور اس تہذیب کی جڑیں عمیق ہیں جو عظیم ثقافت کا حصہ ہیں۔ جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل کے لئے سیکولر اور مادی تہذیب کے اصولوں کو استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے کیوں کہ ان دونوں کے اصول، بنیادیں، اور نتائج ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہیں اور ان کو آپس میں ملانا غیر معقول بات ہوگی۔ ماڈرنیٹی، سیکولر تہذیب کی پیدوار ہے جو خدائی مدینہ فاضلہ کی تہذیب سے کوسوں دور ہے۔ تو موجودہ تہذیب، جو سیکولر علوم، ڈھانچہ اور نتائج کو شامل ہو اور جس کا سرچشمہ مادی تہذیب اور علم ہو، اسے اختیار کرنے کے نتائج بہت خطرناک ہونگے۔ چنانچہ مطلوبہ مقاصد اور اسلامی جمہوریہ کی تقویت اور اس کے استحکام کے لئے جدید اسلامی تہذیب کے اصول کی تعمیر کے سلسلہ میں گفتگو اور اس میں غور وفکر کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ورنہ غیروں کی تہذیب سے متاثر ہونے بلکہ اس میں تحلیل ہو جانے کا خطرہ بنا رہے گا اور خود اسلامی نظام کو بھی اس سے دور نہیں کیا جاسکے گا؛ تو اگر آج جدید اور نوخیز اسلامی نظام کے دانشور افراد اسلام کی گذشتہ روشن تاریخ سے نصیحت نہیں لیتے ہیں تو اپنی قوم کے لئے روشن مستقبل کی توقع نہیں کرسکتے ہیں۔ (۱) اور اس مسئلہ پر رہبر انقلاب حضرت آیۃاللہ خامنہ ای دامت برکاتہ مسلسل تاکید فرماتے آئے ہیں: "ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے، اگر احتیاط نہیں کریں گے تو معاشرہ دھیرے دھیرے اقدار سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اور اس مقام پر پہونچ جائیگا کہ صرف اس کا اوپری خول باقی بچے گا۔ اور اس وقت ایک بہت بڑا امتحان ہوگا، یعنی قیام امام حسینؑ کا امتحان، اور یہ معاشرہ اس امتحان میں ناکام ہو جائیگا!" (۲)

اسلامی افکار و عقائد کے مطابق اصل طاقت و قدرت کا حصول، عظیم اور بلند انسانی مقاصد کو قائم کرنے کے ساتھ وابستہ ہے۔ شہید صدرؒ کی تعبیر کے مطابق انفرادی اور سماجی میدان میں انسان کی ترقی اور اس کی تہذیب کا انحصار اس بات پر ہے کہ اس کی صلاحیتیں، خصوصیتیں اور استعداد بروئے کار آجائیں کیوں کہ یہ چیزیں

انسان کی حقیقت و ماہیت کو معین کرتی ہیں۔(ثابت و ہمکاران، ۱۳۹۳: ۲۰۵) اوراس طرح اللہ کی جانب سے انسان مقام خلافت کاحقدار ہو جاتا ہے اور اسماء و صفات الٰہی کا مظہر قرار پاتا ہے، اسکی تمام ظاہری اور پوشیدہ صلاحتیں بروئے کار آجاتی ہیں اوراس کے لئے علم، قدرت اور عدل وانصاف جیسی بلند اقدار، ترقی اور کمال کی راہیں ہموار ہو جاتی ہیں۔ (صدر، ۱۴۲۴ھ: ۱۲۷)

اس قسم کی تہذیب کے لئے تربیت یافتہ افراد کی ضرورت ہے جو تاریخ سے آگاہی اور بصیرت کے ساتھ تہذیب کے پیغام اور اس کی ذمہ داری کو معاشرہ کی روح میں منتقل کر سکیں اور جدید تہذیب کی بنیادی ضرورتوں اور اجزا کو مہیا کرا سکیں۔ اور اس ذمہ داری کو ایک تہذیب ساز دانشگاہ بخوبی انجام دے سکتی ہے۔ تو اس عظیم پروجیکٹ کو انجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم اس تہذیب کی خصوصیات سے آشنائی پیدا کریں جس کی ہم بنا رکھنا چاہتے ہیں اور اس تک پہونچنا چاہتے ہیں۔ تو ابتدائی ضرورتوں کے معین ہو جانے کے بعد ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ کون سی حکمت عملی اپنائی جائے اور کن راہوں اور وسائل کو انتخاب کیا جائے۔ (۳)

نصاب تعلیم انہیں وسائل میں سے ایک ہے ، تعلیمی نصاب کے بنیادی ڈھانچہ ، اس کے استعمال اوراس کی تاثیر کی گہرائی کو پرکھنے بعد اسے یونیورسٹیوں کے مدیروں کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے تاکہ وہ اسے استعمال کر سکیں۔ اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ ممکن ہی نہیں کہ کسی بھی معاشرے کی یونیورسٹی کا تعلیمی نصاب ، اس کی ثقافت ، سابقہ تہذیب ، مکتب فکر اور علمی سنت و روایات سے خالی ہو اور معاشرے کو کامیابی سے بھی ہمکنار کردے۔ تعلیمی نصاب کا نظام ایسا ہونا چاہئے کہ اسمیں معاشرے کے بنیادی تصورات اور اس کے فکری ڈھانچہ کو ملحوظ خاطر رکھا جائے اور اس کے ساتھ مسلسل سازگاری اور تعلق برقرار رکھنے کے لئے کوشاں رہا جائے۔ یا یوں کہا جائے کہ ہر معاشرے کی یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کے نظام اوراس معاشرے کی ثقافت اور تہذیب کے درمیان گہرا تعلق ہوتا ہے۔ (۴) دوسری بات یہ ہے کہ اس اہم نکتہ کی طرف توجہ دینے میں ہم جتنی زیادہ تاخیر کریں گے ہمیں اسکا نقصان بھی اتنا ہی زیادہ اٹھانا پڑیگا۔ ان تمام باتوں کے علاوہ جس نکتہ پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے لیکن افسوس کہ اب تک ہم اس سے غافل بھی رہے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم نے اس بات سے چشم پوشی کی ہے کہ یونیورسٹی کے تہذیب ساز ہونے کی راہ میں تعلیمی نصاب کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ اور ایسا لگتا ہے کہ تحقیقی میدان کو جسے ماہرین، تعلیم وتربیت کا قلب کہتے ہیں، اسی کے حال پر چھوڑ دیا گیا اور نہ ہی اسے بہتر بنانے کی فکر رہی نہ کسی نے اس راہ میں کوشش کی۔ چنانچہ ان مطالب کے پیش نظر اس تحقیق اور تحریر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک تہذیب ساز یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کی ماہیت کیسی ہونی

چاہئے۔ اور اس اہم مطلب کو سمجھنے کے لئے نصاب تعلیم، یونیورسٹی کا تعلیمی نصاب اور اس کی سطح اور اسلامی تہذیب کی تشکیل جیسے تصورات اور مفاہیم کی تشریح ضروری ہوگی۔

اس تحقیق کا طریقہ اور روش

اس تحقیق کے لئے تجزیاتی اور نتیجہ خیز روش اور طریقہ کا انتخاب کیا گیا ہے کیونکہ اس کا مقصد تہذیب ساز یونیورسٹیوں کے تعلیمی نصاب کی کیفیت، ماہیت اور اس کے اصل اہداف سے آشنائی پیدا کرنا ہے۔ تو اس طریقہ تحقیق کے پیش نظر اس موضوع سے متعلق تمام Statistical population شماریاتی آبادی کے اسناد، ماخذوں اور اطلاعات کی چھان بین اور تحقیق کی گئی ہے۔ اس موضوع سے متعلق اسناد کا دائرہ بہت وسیع ہے اس لئے ان میں سے مجموعی تحقیقوں، ان کی رپورٹس، انٹرنٹ، اخباروں یا جریدوں میں نشر شدہ مضامین و مقالات وغیرہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ مطالب کو کتابخانہ (لائبریری) کی روش کے تحت جمع کیا گیا ہے۔ اور اس تحقیق کا وسیلہ، نوٹس اور مطالب کے تجزیات سے ملنے والی اطلاعات کے فارم کو قرار دیا گیا ہے تاکہ اس تحقیق کی کیفیت بہتر ہو سکے۔

انکشافات اور نتائج

ا۔ تعلیمی نصاب

تعلیمی نصاب کا تصور اپنی چھوٹی سی تاریخ میں متعدد تبدیلیوں اور تغیرات کے مراحل سے گزرا ہے۔ بیسویں صدی کی ابتدا تک تعلیمی نصاب کا تصور صرف روایاتی حدتک محدود تھا اور صرف تعلیمی موضوعات اور تعلیمی نصاب کو شامل ہوتا تھا۔ ان سالوں میں تعلیمی نصاب صرف "نصاب کے مضامین، کیا پڑھایا جائے، طلاب سے متعلق امور، مدرسہ کے تجربوں، ایک سال یا ایک تعلیمی دورہ کے لئے مختلف تعلیمی موضوعات، تعلیمی اہداف و مقاصد کی فہرست یا دروس کی فصل بندی اور ترتیب" جیسے امور کو ہی کہا جاتا تھا۔ لیکن بیسویں صدی کی ابتدا سے تعلیم و تربیت کی تحقیقات کا دائرہ وسیع ہونے لگا جس کی وجہ سے روایتی تعلیمی نصاب کا تصور اور مفہوم بہت زیادہ تبدیلیوں سے دچار ہوا۔ اور اسکا جدید تصور "تعلیمی کارکردگیوں اور اس کے تجربات کو تعلیمی مراکز کی نظارت کے تحت مرتب اور منظّم کرنا ہوگیا، تاکہ متعلّمین اور طلاب کی انفرادی اور سماجی ترقی ہوسکے اور وہ اپنے تعلیم کے اہداف تک پہونچ سکیں"۔ تعلیمی نصاب پر اس عنوان کے تحت توجہ دی جانے لگی۔ یہ نیا تصور یا اس سے مشابہ دیگر تصورات، نظریات اور تھئیوریز کی بنیاد اور معیار قرار پائے اور انہیں کے تحت

تعلیمی نصاب کا خاکہ تیار کیا گیا جانے لگا۔ اور تعلیمی نصاب خود ایک علمی موضوع بن گیا جس میں اس مسئلہ سے متعلق مطالعہ، تحقیق اور تھیئوریز بیان ہونے لگیں۔ اس موضوع کے وجود میں آتے ہی متعدد یونیورسٹیز اور علمی مراکز نے مختلف سطحوں میں اس موضوع میں تحقیق اور مطالعہ کے لئے نئے شعبہ کی بنیاد رکھ دی۔ (۵)

تعلیمی نصاب کے اندر پوشیدہ مختلف تصورات کے پیش نظر یہ فطری امر ہے کہ اس کی مختلف تعریفیں بھی ہوں۔ تو اس بات کے تحت:

شریعتمداری (۶) کی تعریف کے مطابق تعلیمی نصاب "وہ تمام تجربات، تحقیقات، بحث و گفتگو، مطالعات، انفرادی یا گروہی سرگرمیاں اور دیگر کام ہوتے ہیں جنہیں ایک طالب علم کسی تعلیمی مرکز کی سرپرستی اور رہنمائی میں انجام دیتا ہے"۔ اس تعریف کے مطابق تعلیمی نصاب، طلاب کے ذریعہ کلاس میں انجام پانے والی کارکردگیوں اور فعالیتوں (سرگرمیوں) تک محدود نہیں ہوتا ہے۔

ڈال[۱] (۷) کی نظر میں تعلیمی نصاب یعنی وہ مواد اور رسمی اور غیر رسمی نظام جس کے ذریعہ علم حاصل کرنے والے افراد، اساتید کی نظارت میں علم اور فہم و ادراک کے طریقوں یا مہارتوں کو سیکھتے ہیں یا اس کے تحت اپنے اقداری نظام اور زاویہ نظر میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ اس کی نگاہ میں علمی مرکز کی فضا اور ماحول میں ایک منظّم اور رسمی اور ایک غیر منظّم اور غیر رسمی تعلیمی نصاب پوشیدہ ہوتا ہے۔ منظّم اور رسمی تعلیمی نصاب مواد، اہداف، درسی موضوعات کے مقاصد اور منظّم تعلیمی سسٹم کو شامل ہوتا ہے جبکہ غیر منظّم اور غیر رسمی تعلیمی نصاب میں نفسیاتی تعامل، راہ و روش اور گروہی تحرک بالخصوص احساسات (جذبات)، نظریات اور اس تعلق کو شامل ہوتا ہے جو شاگرد اور استاد کے درمیان ہوتا ہے۔

آیزنر[۲] (۸) کی نگاہ میں تعلیمی نصاب: ایسے امور کے مجموعہ کو شامل ہو سکتا ہے جو از قبل ترتیب شدہ ہوتے ہیں جس کے نتائج ایک یا ایک سے زیادہ گروہ کے سامنے آتے ہیں۔ یہ تعریف، تعلیمی نصاب کی کچھ خصوصیات کی

Doll-۱

Eisner-۲

طرف اشارہ کرتی ہے: امور اور تدابیر کا مجموعہ ، تعلیمی نصاب اور پلاننگ[۱] کے درمیان ہماہنگی، تربیتی مقاصد اور نتائج جو افراد کو وسیع پیمانہ پر متاثر کرتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں کسی ایک تعریف پر اتفاق رائے نہیں ہے اور ہر صاحب نظر نے اپنے سلیقہ کے مطابق اس کی تعریف بیان کی ہے لیکن مجموعی طور تعلیمی نصاب کے لئے ایک تعریف اس طرح بھی کی جا سکتی ہے کہ : رسمی تربیت کے لئے ایک ایسا پروگرام تیار کرنا کہ جس میں تربیت کے اہداف و مقاصد، اس کے فائدے، تربیت کے مواد، طریقہ کار ، اقدار کا بیان، تربیتی ماحول کی خصوصیات، مربی اور استاد کی ضرورت اور اس کی صلاحیت، مناسب زمان و مکان اور وسیلہ کو واضح اور روشن طور پر ذکر کیا جائے اور منظّم پروگرام کے تحت اس کو بیان کیا جائے" (۱۰)۔اور یہ ایک فطری تربیتی پروگرام کی ذمہ داری ہے۔ کیونکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ انسان فطری طور پر خاص صلاحتیوں اور استعداکا حامل ہے اور تربیتی پروگرام کے عنوان سے اس تعلیمی نصاب کو اس کی ان فطری صلاحیتوں کو بروئے کار لانا چاہئے۔

۲۔یونیورسٹی کا تعلیمی نصاب اور اس کی سطح

اعلی تعلیم کا تعلیمی نصاب ایک قسم کا منسجم اور منظّم تربیتی پروگرام ہوتا ہے جو علمی اور سماجی دونوں لحاظ سے قوی ہوتا ہے اور غور و فکر کے ساتھ ، علم منتقل کرنے اور مہارتوں کا ایک وسیع تجربہ طلاب کے لئے فراہم کرتا ہے۔(۱۱)

دوسرے اعتبار سے یونیورسٹی کا تعلیمی نصاب ، ایک منظّم راہ و روش، اقدار، فعالیت اور ثقافت کا مجموعہ ہوتا ہے جو سند اور سرٹیفکٹ کے علاوہ، یونیورسٹی کو خاص کریڈٹ اور اعتبار عطا کرتا ہے، نیز پروگراموں کے تعارف کے سلسلہ میں یونیورسٹی کے اندرونی ڈھانچہ کو بہتر بنانے کے طریقوں اور اس کے طولانی اور کم مدت اہداف کو بیان کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ساتھ ہی اپنے طور پر طلاب ، کالوجین (collegian)، (فارغ التحصیل) اور مینیجرز کے سامنے اس یونیورسٹی کی بہترین تصویر پیش کرتا ہے ۔(۱۲)

۱۔ ملکی(۹) اس سلسلہ میں معتقد ہیں کہ تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں "پلاننگ" کا لفظ سنتے ہی ذہن میں تربیت کے سلسلہ میں محدود نظریہ آنے لگتا ہے تو کیا تعلیم و تربیت میں مشغول افراد اس کے علاوہ کسی اور حقیقت کی جستجو میں ہیں؟ کیا ممکن ہے کہ تعلیم و تربیت ایک ضروری امر کے عنوان سے کسی کے ذہن میں ہو لیکن اسکے لئے کوئی تعلیمی نصاب نہ ہو؟!

ہر تعلیمی نصاب کے لئے ضروری ہے کہ حقائق، ضرورتوں اور تبدیلیوں کے مطابق ہو اور اس میں جامعیت بھی پائی جاتی ہو تاکہ طلاب کی صلاحیتوں اور مہارتوں میں ترقی کے ذریعہ توجہات کو اپنی طرف جلب کرسکے اور اس طرح موجودہ دنیاکے سامنے خود کو انفرادی اور سماجی اعتبار سے اعلی تعلیم کے بہترین اور مؤثر نتائج کے طور پر پیش کرسکے۔ اس طرح کہ اس تعلیمی نصاب کے اندر اس پیچیدہ دنیا میں بھی اپنا کردار ادا کرنے کے لئے مطلوبہ مہارت، صلاحیت اور علم موجود ہو اور یہ نصاب تعلیم دنیا کے تبدیل ہوتے ہوئے خاکہ سے مقابلہ کی قوت رکھتا ہو۔ ورنہ بہت سے لوگوں خاص طور سے والدین، اساتید، حکومتوں اور طلاب کی نگاہ میں وہ تمام سرمایہ بے فائدہ اور بیکار ہو جائیگا جو انہوں نے اس کام کے لئے صرف کیا ہے۔ (۱۳)

مجموعی طور پر یونیورسٹی کا تعلیمی نصاب تیار کرنے والے افراد کی توجہ، اعلی تعلیم کی بنیادی ذمہ داریوں، شرائط اور تبدیلیوں پر ہونی چاہئے۔ اس امر کا لازمہ نصاب کے سلسلہ میں تحقیق اور غور و فکر ہوگا اور اس کے نتیجہ میں نصاب پر نظر ثانی ہوگی اور اس کو بہتر بنایا جاسکے گا۔ اس سلسلہ میں مختلف معاشروں کے اپنے تجربے رہے ہیں اور اعلی تعلیم سے متعلق افراد اس بات کے لئے کوشاں رہے ہیں کہ اعلی تعلیمی نظام کے اجزا میں نظر ثانی کی جائے اور انہیں پرکھا جائے۔ اور ان اجزا میں سے ایک جز تعلیمی نصاب ہے۔ مذکورہ باتوں کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تعلیمی نصاب، اعلی تعلیم کے نتائج میں سے ہے جو اعلی تعلیم کی ذمہ داریوں اور اہداف و مقاصد کو تحقق بخشنے کی راہ میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ اور اعلیٰ تعلیم سے متعلق افراد کو اس بات پر خاص توجہ دینی چاہئے اور تعلیمی نصاب کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے مزید کوشش کرنی چاہئے۔

سرمد اور وزیری (۱۴) کے مطابق اعلیٰ تعلیم کے لئے چار تعلیمی نصاب بیان کئے جاتے ہیں:

الف) ترتیب شدہ تعلیمی نصاب[۱]: اس قسم کا تعلیمی نصاب دروس کی فصلوں اور ان کی فہرست کو شامل ہوتا ہے۔ یہ تعلیمی نصاب اس بات سے قطع نظر کہ عملی طور پر نافذ ہوگا یا نہیں، فیکلٹی ممبرز کی طرف سے تائید یافتہ ہوتا ہے۔ اور اس کا مواد اور اس کے دروس کا سلسلہ بھی ایسا ہوتا ہے جو یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم کی حکمت عملی اور تعلیمی گروہ (استاد و شاگرد) کے مطابق ہوتا ہے۔

ب) تعلیمی نصاب جس کی توقع کی جاتی ہے[۲]: اس قسم کا تعلیمی نصاب خاص قسم کے اسائینمنٹس اور اس کارکردگی کی سطح کو شامل ہوتا ہے جسکی طالب علم سے توقع کی جاتی ہے۔ اسی طرح اس میں طلاب کی علمی

۱۔Desined Curriculum

۲۔Exlectation Curriculum

صلاحیت اور کار کردگی کو پرکھنے کا طریقہ بھی بتایا جاتا ہے۔ اس قسم کا تعلیمی پروگرام عام طور سے خاص تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں طلاب کا عکس العمل ہوتا ہے۔

ج) بیان شدہ تعلیمی نصاب[۱]: یہ تعلیمی نصاب کلاس میں بیان شدہ مطالب اور عملی طور پر تدریس ہو جانے والے دروس کو شامل ہوتا ہے۔ اس قسم کا نصاب، توقع والے تعلیمی نصاب کے برخلاف، کردار سازی سے متعلق ہوتا ہے اور ممکن ہے کلاس میں دیا جانے والا درس ابتدائی خاکہ سے بہت زیادہ مختلف ہو۔ اس دوران ممکن ہے کسی بھی تعلیمی نصاب کے لئے نئی تمرینوں اور اسائینمنٹس کے مواد اور ان کے بیان کا طریقہ بھی ابتدائی خاکہ سے مختلف ہو۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ اس میں تنوع بھی ہو بلکہ کچھ چیزیں غیر علمی بھی ہوں۔ اگرچہ نصاب تعلیم کے مؤثر ہونے کے سلسلہ میں بہت سے اعلی تعلیم کے مراکز اس قسم کے تنوعات سے بہت کم ہی آشنائی رکھتے ہیں۔

د) تجربہ شدہ تعلیمی نصاب[۲]: یہ وہ تعلیمی نصاب ہے جسے طلاب عملی طور پر انجام دیتے ہیں۔ تعلیمی نصاب کی ان اقسام اور سطوح میں کردار سازی کا پہلو بھی پایا جاتا ہے اور انہیں دو الگ حصوں میں تقسیم بھی کیا جاسکتا ہے:

پہلے حصہ کا تعلق اس بات سے ہوتا ہے کہ طالب علم اپنے لئے دروس کا انتخاب کس طرح کرے کیونکہ ممکن ہے دروس کا انتخاب، تجویز شدہ رسمی طریقہ سے مختلف ہو۔ اور دوسرے حصہ کی توجہ سیکھنے اور تعلیم کے طریقہ پر ہوتی ہے جیسے ایک درس کے لئے کس مقدار میں لکھنے کی تمرین انجام پائے؟ کلاس میں گفتگو کے سلسلہ میں کتنی مہارت کا استعمال کیا جائے وغیرہ۔ اعلی تعلیم کے مراکز اس سلسلہ میں بھی بہت کم معلومات رکھتے ہیں۔

۱۔ Deliverd Curriculum

۲۔ Experimented Curriculum

۳۔اسلامی تہذیب سازی

اس حصہ میں تین طرح کے تصورات: تہذیب، اسلامی تہذیب اور جدید اسلامی تہذیب کی طرف اشارہ کیا جائیگا۔

تہذیب کو شہریت،(۱۵) تحریری قوانین، مکتوبہ سنت، شہری انتظامیہ کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ تہذیب اس کے علاوہ سماجی، دینی و مذہبی، اخلاقی، جمالیاتی، ایک یا متعدد معاشروں کے مشترک علمی اور مہارتی امور اور ان کے باہمی تعلقات،(۱۶) آثار قدیمہ، خارجہ تعلقات، ملک کے اندرونی امور کی بہتر انجام دہی(۱۷) اور اقوام کے علوم و فنون وترقی (۱۸) کو بھی شامل ہوتی ہے۔اسی طرح تہذیب ایسے سماجی نظم کو بھی کہا جاتا ہے جس کے نتیجہ میں ثقافتی تخلیقی صلاحیت سامنے آتی ہے۔ (۱۹) یا تہذیب کا اطلاق "کسی علاقہ،ملک، یا زمانہ کے افراد کی مادی اور روحانی کامیابیوں کے مجموعہ پر ہوتا ہے جہاں ہر معاشرے کے ترقی یافتہ حالات اور اس کی منظّم فکری اور ثقافتی کامیابی کی نشاندہی ہوتی ہے اور اس معاشرے کی علمی و فنی ترقی اور اس کی سماجی اور سیاسی مراکز کی افادیت کا پتہ چلتا ہے" (۲۰)

تہذیب کے معنی انسان کے سماجی ہونے سے ظاہر ہوتے ہیں اور اسی کے ذریعہ اس تہذیب کی ثقافت سمجھ میں آتی ہے۔(۲۱)

اسلامی تہذیب، ان اسلامی اقوام کی تہذیب کو کہا جاتا ہے جو عرب اقوام، ایرانیوں، ترکوں وغیرہ کی تہذیب کو شامل ہے۔(۲۲) اور یہ تہذیبیں دین اسلام اور عربی زبان کے علمی اور ادبی ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے سے متحد ہوئی تھیں۔(۲۳) ایرانی، رومی اور دیگر معاشروں کے ہنر و فنون اس تہذیب میں مدغم ہوگئے ہیں۔(۲۴)

اسلامی تہذیب نے گذشتہ تہذیبوں کی بہ نسبت ایک خاص موقف اپنایا تھا؛اور وہ یہ تھا کہ نہ ہی یہ تہذیب ان کے مقابلہ میں آکر کھڑی ہوئی اور نہ ہی ان سے متاثر ہوئی۔بلکہ ان کی اچھی چیزوں کو اختیار کرکے اپنے رنگ میں ڈھال لیا اور منفی چیزوں کو قبول نہیں کیا۔یا یوں کہا جائے کہ "اسلامی تہذیب گذشتہ ثقافتوں کی نسبت نہ ہی مقلد محض رہی اور نہ ہی ان کا استمرار بنی بلکہ اس نے ان تہذیبوں کو ملا کر مکمل کردیا۔"(۲۵) اسلامی تہذیب، قرآنی تعلیمات کے سائے میں آفاقی اور عالمگیر نظریہ رکھتی ہے اور خود کو کسی ایک قوم یا نسل سے مخصوص نہیں جانتی، یہی وجہ ہے کہ دنیائے اسلام کا وسیع میدان عرب،ایرانی، ترک، ہندی، چینی، مغولی، افریقی وغیرہ جیسی ساری اقوام کے لئے ہے یہاں تک کہ ذمی قومیں بھی اس سے آملیں۔اس تہذیب کی بنیاد

اگرچہ بعض اسلامی نظریات پر رکھی گئی تھی لیکن اس میں بہت سی بنیادی کمیاں اور کمزوریاں رہی ہیں جیسے ائمہ معصومینؑ کی امامت کے بجائے ظالم کو حکومت دینا، حکومتوں اور عوام کا معصومینؑ کی ہدایت سے دور رہنا، ہر کسی کو اولی الامر مان لینا چاہے وہ زبردستی حکومت تک پہونچا ہو اور عوام پر ہر ظلم کو روا جانتا ہو، بادشاہوں کے اندر استبدادی پہلو ہونا، آزادی فکر کی مخالفت، عقیدہ جبر کی ترویج اور روشن فکر افراد کا مغرب زدہ اور اس کے سامنے تسلیم ہو جانا۔ اگرچہ چوتھی، پانچویں اور چھٹی ہجری میں یہ تہذیب اپنی اوج پر تھی لیکن اس کے باوجود مغل جیسی وحشی قوم کے حملوں، قرون وسطی میں مسلمانوں کے خلاف مغربیوں کی جنگ اور اجنبی ثقافتوں کی تحمیل کے سامنے ٹک نہ سکی۔

جدید اسلامی تہذیب نہ ہی مسلمانوں کی تہذیب کا احیاء ہے اور نہ ہی اس کی تعمیر نو، بلکہ یہ ایک ایسی تہذیب ہے جو اسلامی افکار، عقائد اور ثقافت پر مشتمل ہے اور اس کی شکل علمی اور منطقی ہے، اسمیں افراد اور اقوام کے درمیان تعلقات یا بین الاقوامی تعلقات خدادادی اور فطری نظم، قانون اور اخلاق پر تکیہ کئے ہوئے ہیں۔ اس تہذیب میں ضرورتوں کو پورا کرنے، قدرتی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرنے اور صلاحیتوں کو بروئے کار لانے اور ان کی ترقی کے لئے مسلسل کوشش کی جاتی ہے۔ اور اس تہذیب کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں ان امور کی شناخت کے سلسلہ میں نظام ہستی کو حقیقت پسندانہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ تہذیب نیک اہداف ومقاصد اور ہمہ جہت ترقی اور تکامل کی راہ میں مسلسل جدوجہد کرتی رہتی ہے۔ لہٰذا اس جدید اسلامی تہذیب کو بنانا اور اپنانا وقت کی ضرورت ہے۔

جدید اسلامی تہذیب، آج کی مغربی تہذیب کی طرح نہیں ہے جہاں انسان کو صرف ایک آلہ کار اور ٹول کی طرح دیکھا جاتا ہے۔ مغربی معاشرہ سعادت، امن، ذہنی سکون اور زندگی کے مقصد جیسی اصل انسانی ضرورتوں کو پورا نہیں کر سکا ہے۔ (۲۶)

جبکہ جدید اسلامی تہذیب انسان کی تمام مادی اور روحانی ضروریات کو پورا کرتا ہے اور انسان کے چاروں قسم کے تعلقات یعنی خود، خدا، معاشرے اور اس ہستی کے ساتھ تعلقات کو شامل ہوتی ہے، اور انسان کے لئے دنیوی اور اخروی سعادت کا میدان فراہم کرتی ہے۔

مغربی تہذیب کی بنیاد ہیومنزم یعنی انسان پرستی کے عقیدہ پر استوار ہے۔ لیکن جدید اسلامی تہذیب کی بنیاد خدا پرستی پر ہے۔ مغربی تہذیب کی توجہ صرف مادی ضروریات کو پورا کرنے پر ہوتی ہے اور وہ روحانی ومعنوی

ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ جبکہ جدید اسلامی تہذیب کا مرکز و محور ہی روحانیت و معنویت ہے۔

جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل کے لئے علم، ٹیکنالوجی، صحت عامہ، روحانیت، اقتصاد جیسے تمام امور میں ترقی اور معاشرے میں عقل اور اخلاقی اقدار سے سرشار حکومت کی ضرورت ہے۔ یہ ہمہ جہت ترقی معاشرے کی زندگی میں ظاہر ہونی چاہئے تاکہ انسانی طرز زندگی خانوادگی، سماجی، سیاسی، اقتصادی، ثقافتی اور امن و سیکیورٹی جیسے تمام امور میں مکمل ہو جائے۔

نظریہ عالمیت (cosmopolitanism)، جاہلانہ تعصّبات کی نفی، تمام اقوام، نسلوں اور ممالک میں ہمزیستی اور باہمی زندگی، جدید اسلامی تہذیب کی تجلی اور انکشافات میں سے ہیں۔

جدید اسلامی تہذیب میں سائنس اور ٹیکنالوجی سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے انسانی عزت و کرامت کا احیاء ہوتا ہے۔ اور اسمیں ہمہ جہت ترقی، بلندی اور مادی و روحانی زندگی کے تمام پہلو تحقق پیدا کر لیتے ہیں۔ (۲۶)

جدید اسلامی تہذیب نہ صرف مغربی تہذیب کے مادی اور سائنس و ٹیکنالوجی کی طرف توجہ والے پہلو کی نفی نہیں کرتی ہے بلکہ اس کو جہت بھی دیتی ہے اور اسے زندگی کے آفات جیسے، فنائیت اور انکار کل (Nihilism) کے عقیدہ، محفوظ نہ ہونے کے احساس، ناانصافی اور زندگی کے بے مقصد ہونے کے احساس سے بھی نجات دلاتی ہے۔

۴۔ تہذیب ساز یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کی ماہیت اور خصوصیات

"**تہذیب ساز یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب**" کے تصور کے بارے میں گفتگو کا لازمہ ہے کہ اس کے سلسلہ میں ہونے والے ان سوالوں کے جواب پیدا کئے جائیں جن کے سائے میں اس تصور کے صحیح اور واضح معنی تک پہونچا جاسکتا ہو اور وہ سوالات اس طرح ہو سکتے ہیں:

تہذیب ساز یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کا فلسفہ کیا ہے؟ تہذیب ساز یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کے فلسفی اصول کیا ہیں؟ کیا تہذیب ساز یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کو کسی پروگرام کے تحت تشکیل دیا جاتا ہے یا یہ تعلیمی نصاب بغیر کسی پروگرام اور پلان کے تدریجی طور پر خود ہی بن جاتا ہے؟ یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب اور اسلامی تہذیب کے درمیان کیا نسبت اور تعلق ہو سکتا ہے؟

ایک مجموعی نگاہ ڈالی جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ تہذیب ساز یونیورسٹی کا تعلیمی نصاب ایک ایسا تربیتی نقشہ یا پروگرام ہونا چاہئے جو چار ارکان یعنی دین، عقلانیت (تعقل گرائی)، علم اور اخلاق پر ٹکا ہو اور اس کی انتظامیہ

مؤمن ، متقی اور دین کے پابند افراد ہوں۔ اور اس تعلیمی نصاب میں یہ قوت ہونی چاہئے کہ آئیڈیل اسلامی معاشرہ تک پہونچانے والی طلاب کی صلاحیتوں اور استعداد کو بروئے کار لاسکے۔(۲۷)

دوسرے نظریہ کے مطابق یہ تعلیمی نصاب ،اسلامی معاشرے کی طرح وہ جگہ ہے جہاں اسلامی اقدار حاکم ہوتے ہیں۔ اور اگر اس تعلیمی نصاب میں اسلام کا عبادی، اعتقادی اور علمی اصول ، اقدار کی صورت میں کارفرما رہے تو ایسے تعلیمی نصاب کو اسلامی تہذیب کے فلسفی اصولوں پر مشتمل تعلیمی نصاب کہاجاسکتا ہے۔(۲۸)

اس لحاظ سے تہذیب ساز تعلیمی نصاب ایسی آئیڈیالوجی ، اقداری نظام ، نظریات ، اصول اور خصوصیات کو شامل ہوگا جو غیر تہذیب ساز یونیورسٹی کے نصاب تعلیم سے مختلف ہوگا۔

نقشہ شمارہ امیں دیکھا جاسکتا ہے کہ چار تہذیب ساز ارکان کس طرح یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کے اجزاپر اپنا اثر رکھتے ہیں:

چار تہذیب ساز ارکان

دین ،عقلانیت (تعقل گرائی)، علم ،اخلاق، (اور ان کا اثر)

اہداف ومقاصد

مواد

طرز تعلیم

تعلیمی مواد ،کتابیں تہذیب ساز یونیورسٹی کا تعلیمی نصاب

ترتیب

وقت

ماحول

قدر پیمائی/جانچ

پہلی شکل۔ یونیورسٹی کے مختلف تعلیمی نصابوں پر تہذیب کے چار ارکان کی تاثیر

تہذیب ساز یونیورسٹیز کی تعلیمی نصاب پر توجہ ، اعلی تعلیمی نظام کے تین حصوں توانائی، روش اور نتیجہ کے سلسلہ میں پیش آنے والے خطرات سے مقابلہ کر سکتی ہے۔(۲۹)

امین خندقی اور حجازی(۳۰) کی تحقیق کے مطابق فلسفی، ثقافتی، سماجی، تعلیمی اور شناخت سے متعلق اسباب کو ان خطرات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ فلسفی خطرہ کے سلسلہ میں بہت سے صاحبان نظر ایران میں تعلیمی نصاب میں تحقیق کے سلسلہ میں کہتے ہیں کہ فلسفی اصول پر مبتنی موجودہ علم، تربیت کے قرآنی اور اسلامی فلسفہ کے مخالف ہے۔ اور یہ علم پراگماٹیزم، اگزسٹیالزم، پوسٹ ماڈرنزم، اور فینومینالوجی (Phenomenology) جیسے مادی فلسفہ اور مکاتب فکر کے اصولوں پر مبتنی ہے۔(۳۱، ۳۲، ۹) اور اس کا مواد اسلامی تحریک کی ماہیت اور حقیقت کے منافی ہے۔ جب ایران میں تعلیمی نصاب کے اصولوں اور اس کی غیر مذہبی ممالک کے تعلیمی نصاب کے ساتھ نسبت کے سلسلہ میں گفتگو ہوتی ہے تو وہاں مختلف ہونے سے مراد انسان، ہستی، معرفت اور اقدار کے سلسلہ میں مختلف تصورات ہوتے ہیں۔

ایک دوسرا خطرہ تہذیب ساز تعلیمی نصاب تیار کرنے میں ہے اور وہ اسلامی شناخت پر کم توجہ دینا ہے۔ سادہ لفظوں میں اسلامی شناخت کو قرآن کی آیت "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" (۳۳) میں دیکھا جاسکتا ہے۔

اسلامی شناخت در اصل، دین سے اپنے تعلق، اس کی پابندی اور دینی معاشرے کے ساتھ تعلق کی نشان دہی کرتی ہے۔ اسلامی شناخت کے سب سے اہم نتائج، بنیادی سوالوں کے جواب، زندگی کو جہت دینا، عقیدہ میں اتحاد اور دنیا کو معنادار بنانا ہے۔(۳۴) اسلامی شناخت انسانوں میں برتری کے معیار کے سلسلہ میں کسی فرد یا گروہ کے بجائے تقویٰ اور پرہیزگاری پر تاکید کرتا ہے۔ عصر حاضر میں بہت سے ایسے معاشرے ہیں جو علمی اور فنی پسماندگی کی وجہ سے اپنی شناخت کے سلسلہ میں تنزلزل کا شکار ہوگئے ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ چونکہ مغربی تہذیب سائنس اور ٹیکنالوجی کی دین ہے اسلئے مکمل طور پر مغربی علوم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہئے۔ تو چونکہ مغربی سیکولر علوم میں دین کا کوئی گزر نہیں ہے اس لئے ان معاشروں میں اسلامی افکار و عقاید پر کم توجہ دی جاتی ہے اور اسلامی شناخت میں خدشہ وارد کیا جانے لگتا ہے۔(۳۵)

ثقافتی خطرہ کے سلسلہ میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اسلامی شناخت کی طرف واپسی اور اس شناخت کو دوبارہ حاصل کرنے کے دوران مسلمان مفکرین کی سمجھ میں آگیا کہ دنیائے اسلام مغربی فکر اور ثقافت کے ذریعہ برباد ہو چکا ہے؛ ایسی ثقافت، جو اسلامی تہذیب پر استوار ہو وہ ہر قسم کے غیر خدائی فلسفہ کی مخالف ہوگی، تو اس قسم کے

فلسفہ اور اس کے خطرات سے رہائی اور نجات کے لئے ایک جہادی تحریک کی ضرورت ہے۔ کیونکہ علم و دانش اور نظریات بے طرف نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ کسی نہ کسی فلسفی، دینی یا ثقافتی فکر کے حامل ہوتے ہیں جو فکر ان علوم و نظریات کو جنم دیتی ہے اور ان کو منتقل کرتی ہے۔ مغربی علوم اور وہ علم جو مغربی دنیا سے اسلامی تعلیمی نصاب میں داخل ہوا اس نے اسلامی نصاب تعلیم کو مغربی ثقافت، راہ و روش اور نیت سے آلودہ کر دیا ہے اور وہ نصاب تعلیم، مغربی رنگ میں ڈھل گیا ہے۔(۳۶)

سماجی خطرہ کے سلسلہ میں سب سے بڑا خطرہ، ترقی، استقلال اور مستقل اسلامی ثقافت پر توجہ نہ دینا ہے۔ صاحبان نظر کا کہنا ہے کہ جب تک عمومی اور اعلی تعلیمی نظام میں تہذیب ساز نصاب تعلیم نہ ہوگا اس وقت تک مغربی ثقافت کے قبضہ سے باہر نکلنا اور مستقل اسلامی تہذیب تک پہونچنا ممکن نہ ہوگا۔(۳۷) کیونکہ ہر تعلیمی نصاب کا ملک کی تہذیب کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔تو اسلامی نصاب تعلیم سے غفلت کا مطلب مستقل اسلامی تہذیب سے غفلت ہے۔(۳۸) یہی وجہ ہے کہ اس میدان میں فکری جد و جہد کا ایک مقصد، اسلامی معاشرہ پر مغربی ثقافت کو حاوی ہونے سے روکنا اور اس سے مقابلہ کرنا ہے کیونکہ مغربی ثقافت کی وجہ سے، اسلامی تعلیمی نصاب کے ماہرین، مغربی تعلیمی نصاب کے محتاج ہو کر رہ گئے ہیں۔ موجودہ تعلیمی نصاب میں تبدیلی اس لئے بھی ضروری ہے کیوں کہ یہ علم اسلامی معاشرے کی ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق نہیں ہے۔ اور ان ضرورتوں اور تقاضوں میں سب سے زیادہ جو چیز توجہات کو اپنی طرح جلب کرتی ہے وہ اس علم کا اسلامی تعلیم اور اسلامی اقدار کے ساتھ تعلق اور رابطہ ہے۔ کیونکہ دینی علوم کا استمرار اور تعلیمی نصاب میں تجدید نظر، ہمہ جہت ترقی، توسیع اور کامیابی کی ضمانت ہے۔ (۳۹)اس کے علاوہ اسلامی معاشرے کی ضرورتوں کا مختلف ہونا ہے کیونکہ اسلامی نگاہ سے زندگی کے مختلف شعبوں کی ضروریات مغربی ثقافت اور وہاں کی زندگی سے مختلف ہے۔تو ملک میں ثقافتی خطرات اور اس میدان کا دین سے تعلق رکھنا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ ملک کے تعلیمی نصاب کو تہذیب ساز ہونا چاہئے۔ تعلیمی نصاب کے خطرات کو تعلیمی اسباب میں بھی تلاش کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ دور حاضر میں نظری اور عملی میدان میں مغربی ثقافت سے متاثر ہمارے کچھ صاحبان نظر کے نظریوں کی وجہ سے ملک کے تعلیمی نصاب کے ماہرین غیر معمولی طور پر مغرب زدہ ہو گئے ہیں اور فکری طور پر اس کے زیر تسلط آ گئے ہیں۔اب چونکہ کسی نظریہ پر تسلط رکھنے والا شخص جو بات بھی کہتا ہے اس کی بات کو اہمیت دی جاتی ہے۔ تو اسی بات سے غلط فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ لوگوں نے دین کے مسلمات کو بھی شک کے دائرے میں لا کھڑا کیا ہے اور مسلسل یہ کام کر رہے ہیں۔(۴۰) ماڈرن علوم کے

تسلط اور ملک کے اکثر تعلیمی نصاب کے ماہرین پر اس کے حاوی ہونے کے ساتھ نصاب تعلیم تیار کرنے اور اس کی اہمیت اور اس کے نفاذ کے سلسلہ میں ہر کسی کا اپنا نظریہ ہو گیا ہے۔ نصاب تعلیم کے سلسلہ میں اس خطرہ کے پیش نظر اس پر خاص توجہ دینے کی ضرورت واضح ہو جاتی ہے۔ (کیونکہ تہذیب ساز تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں اسلامی شناخت سے چشم پوشی کی جارہی ہے)۔ (۴۱)

نتیجہ

تشکیل تہذیب کے نکات میں سے ایک اہم نکتہ مستقبل کے لئے پروگرام تیار کرنا ہے۔اس سلسلہ میں روز مرہ کے مسائل سے بڑھ کر بڑی پلاننگ اور نظریات کی ضرورت ہے۔ اور اس راہ میں پہلا قدم اس قسم کی گفتگو کے لئے جرات و ہمت پیدا کرنا ہے اور جرات پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مغربی تسلط سے مکمل طور پر باہر نکل آیا جائے۔ ہمارے بہت سے روشن فکر افراد میں مغربی تہذیب سے باہر نکلنے کی جرات ہی نہیں پائی جاتی ہے۔ انہیں اس بات کا خوف ہے کہ کہیں انہیں جاہل، غیر تہذیب اور ان سیویلائزڈ (uncivilized) نہ کہا جانے لگے۔ اب مغربی تہذیب میں وہ پہلی والی تازگی نہیں بچی ہے۔ دوسری طرف سے ویٹو پاور، ناانصافی، بین الاقوامی مراکز کا ناکارہ پن، استکباری تسلط وغیرہ اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ مغربی تہذیب اپنے دعووں کے برخلاف کہ ایک انسانی تہذیب ہے، اس میں نہ ہی عدل وانصاف ہے اور نہ ہی آزادی پائی جاتی ہے۔ مغربی تہذیب کے سلسلہ میں نظریہ تبدیل ہو چکا ہے۔ اور نظریہ کی اس تبدیلی نے دنیا کے دوسرے حصوں اور علاقوں کو ایک نئی حالت کے لئے تیار کر دیا ہے۔ (۴۲)

اس مقالہ میں یہ کوشش کی گئی کہ تہذیب ساز یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کی کیفیت اور اس کی ماہیت کے سلسلہ میں گفتگو کی جائے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں عمیق اور گہری تحقیق کے لئے طویل وقت درکار ہے لیکن اس کے باوجود جتنی باتیں بیان ہوئی ہیں وہ صاحبان قلم میں یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں جرات پیدا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اگر یہ آئیڈیا اور طریقہ اعلی تعلیمی نظام میں منظّم اور مسلسل طور پر استعمال کیا جائے تو اس کے بہترین نتائج کو سماجی، ثقافتی، سیاسی، اقتصادی اور دینی میدان میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لیکن یہ نتائج تب ہی حاصل ہونگے جب تہذیب ساز تعلیمی نصاب:

۱۔ معاشرے پر حاکم تعلیم و تربیت کے فلسفی اصولوں کی بنیاد پر ہو۔

۲۔ اس میں خدائی پہلوؤں (جیسے تقدس، جامعیت، صداقت اور انسان کی پاک فطرت کو) نگاہ میں رکھا گیا ہو۔

۳۔ اور اس میں موجودہ حالات، وسائل اور صلاحیتوں کو لحاظ کیا گیا ہو۔

ان اہم امور تک دسترسی کے لئے ضروری ہے کہ یونیورسٹی کے ماہرین افراد پوری سنجیدگی اور پابندی کے ساتھ اس میدان میں حاضر رہیں۔ کیونکہ جب تک یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب پر مغربی نظریات کی فضا حاکم رہے گی اس وقت تک ملک کی یونیورسٹیوں سے تہذیب ساز تعلیمی نصاب اور اس سلسلہ میں نئے نظریات کی توقع نہیں کی جاسکتی ہے۔ چاہے یونیورسٹی کے اساتید انفرادی طور مومن اور متقی ہی کیوں نہ ہوں۔

مذکورہ باتوں کے پیش نظر، تجربہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس قسم کے امور تک آسانی اور جلدی سے نہیں پہونچا جاسکتا ہے اور نہ ہی موجودہ اور ثابت حالت کو آسانی سے تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اس میدان میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے طویل مدت اور دقیق پروگرامنگ کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں کم مدت میں اساتید کے ذہنوں پر حاکم مغربی فضا کو نہ ہٹایا جاسکے لیکن اس کے باوجود ایسے قدم اٹھائے جاسکتے ہیں جو تعلیمی نصاب کے تہذیب ساز ہونے کی راہ میں مددگار ہوں۔ جیسے نصاب تعلیم کے سلسلہ میں ان اساتید کے علاوہ ملکی سطح پر ایک مستقل علمی گروہ تشکیل دیا جائے جس کے اراکین وہ اساتید اور محققین ہوں جو تہذیب ساز نظریہ بھی رکھتے ہوں اور اس کے معتقد بھی ہوں۔ ان کی ذمہ داری صرف یہ ہو کہ تعلیمی نصاب کے موضوع پر تحقیق کریں اور خاص حکمت عملی کو استعمال کرتے ہوئے طلاب کو اس کے اصولوں سے روشناس کرائیں۔ اس کے علاوہ اساتید کو اس بات پر وادار کیا جائے کہ تہذیب ساز تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں سطحی نظریہ کے بجائے علمی اور تحقیقی نظریات کو بیان کریں اور اس راہ میں معاشرے کے بنیادی اصولوں کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ اساتید کے ذہنوں سے مغربی نظریات کے تسلط کو ختم کرنے کے ساتھ ہی ایران میں (اور دوسرے اسلامی و غیر اسلامی ممالک) یونیورسٹی کے تہذیب ساز تعلیمی نصاب کی راہ میں قدم اٹھایا جاسکتا ہے۔

ماخذ:

•رضائی، عبدالعلی (۱۳۹۵) تحقق تمدن اسلامی و علم دینی؛ پیشران مطلوب در استحکام درونی نظام، تہران، خبر گزاری مہر.
•رہبر انقلاب اسلامی (۱۳۷۷) شمسی. خطبہ نماز جمعہ تہران. ۱۳۷۷/۰۲/۱۸ شمسی.
•خرمشاد، محمد باقر؛ آدمی، علی (۱۳۸۸) شمسی. انقلاب اسلامی، انقلاب تمدن ساز؛ دانشگاہ ایرانی، دانشگاہ تمدن ساز، فصلنامہ تحقیقات فرہنگی، ش۶، صص ۱۶۱، ۱۸۸.
•آدمی، علی (۱۳۸۶) شمسی، دانشگاہ تمدن ساز؛ ضرورت تاریخ عصر جدید. تہران، وزارت علوم، تحقیقات فناوری.

•یار محمد یان، محمد حسین، (۱۳۹۱) شمسی. اصول برنامہ درسی. تهران، یادوارہ کتاب.
•شریعتمداری، علی (۱۳۹۰) شمسی، جامعہ و تعلیم و تربیت. تهران، امیر کبیر.

•Doll,w,e(1993) curriculum-Future, *Journal of Curriculum and Possibilities*, No 4, pp 227-292.

•Eisner, E, W (1979). *The Educational Imagination: On the Design and Evaluation of School Programs*, New York, Macmillan.

•ملکی، حسن (۱۳۹۵) شمسی. هویت دینی برنامہ درسی؛ جستاری در نظریہ اسلامی برنامہ درسی. تهران، آییژ.
•ملکی، حسن (۱۳۹۵) شمسی. لزوم بازنگری مبانی فلسفی برنامہ درسی/ بوم اندیشی یا گرتہ برداری؟. مهرنیوز
•کرمی، مرتضی؛ نجفی، حسن (۱۳۹٦) شمسی، مبانی فلسفی صدر المتالھین و استخراج مدلولھای آن برای برنامہ درسی دانشگاہ حکمت بنیان. تهران، دانشگاہ امام حسین (ع).

•Ratcliff, G ( ). *Curriculum: Undergraduate, in: Clark, B. R & Neave*, G. Encyclopedia of Higher Education, Oxford: Pergmaon Press

•عارفی، محبوبہ (۱۳۸۴) شمسی، برنامہ درسی راهبردی در آموزش عالی. تهران، جهاد دانشگاهی.
•سرمد، زهرہ، مژدہ (۱۳۷۷) شمسی. شاخصهای کیفیت برنامہ درسی در آموزش عالی. فصلنامہ آموزش علوم اسلامی. ش ۲۵، ۲۴، صص ۱۵۱. ۱٦۵.
•دہخدا، علی اکبر (۱۳۷۹) شمسی. لغت نامہ. تهران، دانشگاہ تهران.
•باتومور، تام؛ آوتوبت، ویلیام. (بیتا). فرہنگ علوم اجتماعی. تهران. نی.
•محمدی، ذکراللہ (۱۳۷۳) شمسی. نقش فرہنگ و تمدن در بیداری غرب، قزوین، دانشگاہ بین المللی امام خمینیؒ
•حجازی، فخرالدین (۱۳۸۳). نقش پیامبران در تمدن انسان. تهران، بعثت.
•دورانت، ویل (۱۳٦۷). تاریخ تمدن؛ مشرق زمین، گھوارہ تمدن. ترجمہ احمد آرام و دیگران. تهران، علمی و فرہنگی.
•انوری، حسن (۱۳۸۳) شمسی، فرہنگ روز سخن. تهران، سخن.
•هانتینگتون، ساموئل (۱۳۷۳) شمسی. نظریہ برخورد تمدن ھا. ترجمہ مجتبی امیری، تهران؛ توسعہ.
•جمعی از مولفان (۱۳۷۳) شمسی. مجموعہ مقالات اولین کنفرانس بین المللی فرہنگ و تمدن اسلامی. تهران: وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی.
•تولد، و. و بار (۱۳۷۳) شمسی. بررسی مختصر فرہنگ و تمدن اسلامی. ترجمہ، علی اکبر دیانت، تبریز، ابن سینا.
•تاج بخش، احمد، (۱۳۸۱) شمسی. تاریخ تمدن و فرہنگ ایران از اسلام تا صفویہ. شیراز، نوید شیراز.
•زرین کوب، عبدالحسین، (۱۳٦۲) شمسی. کارنامہ اسلام. تهران، امیر کبیر.
•مقام معظم رہبری (۱۳۹۱) شمسی. خراسان شمالی کے جوانوں کے ایک گروہ سے خطاب۔
•زراعت، عباس (۱۳۷٦) شمسی. راہ ہای اسلامی کردن دانشگاہ ہا. فصلنامہ دانشگاہ اسلامی، ش ا، صص ۵۱. ٦۴.

•علم الہدی، جمیلہ (۱۳۹۳) شمسی. نظریہ اسلامی تعلیم وتربیت. تہران، مدرسہ.
•سوزنچی، حسین (۱۳۸۸) شمسی. تاملی در بایستہ ہای تحول در علوم انسانہ، حرکت بہ سمت تحقق علوم انسانی اسلامی. فصلنامہ راہبرد فرہنگ. ش ۵، صص ۲۸، ۷.
•امین خندقی، مقصود؛ حجازی، زہرا(۱۳۹۵) شمسی. بررسی ضرورت اسلامی سازی علوم واستلزامات مرتبط باآن در حوزہ آموزش عالی. مجموعہ مقالات ہمایش بومی سازی برنامہ درسی؛چیستی وچگونگی. تہران، دانشگاہ علامہ طباطبائی.
•محمدی، یحییٰ؛کیخا، علی رضا و علی پور مقدم، خدیجہ (۱۳۹۵) شمسی. طراحی برنامہ درسی متعادل با رویکرد برنامہ ریزی درسی فطری ومعنوی. فصلنامہ پژوہش در مسائل تعلیم وتربیت اسلامی. ش ۳۲. صص ۱۳۵.۱۰۹
•یوسف زادہ، محمد رضا؛ جمشیدی، اصغر (۱۳۹۳) شمسی. بررسی عوامل موثر بر برنامہ درسی اسلامی از دیدگاہ دانشجویان کارشناسی ارشد رشتہ برنامہ ریزی درسی دانشگاہ ہای تہران. فصلنامہ پژوہش در مسائل تعلیم وتربیت اسلامی. ش ۲۲، صص ۶۵. ۷۹.
•قرآن کریم، حجرات، ۱۳.
•رفعت جاہ، مریم؛شکوری، علی (۱۳۸۷) شمسی. اینترنت وہویت اجتماعی. فصلنامہ رسانہ، ش ۵. ص ۱۷.۱.
•خسرو پناہ، عبدالحسین (۱۳۹۳). در جستجوی علوم انسانی اسلامی؛ تحلیل نظریہ ہای علم دینی وآزمون الگوی حکمی، جہادی در تولید علوم انسانی اسلامی. جلد۱. قم، معارف.
•میر، محسن (۱۳۹۰) شمسی. بازخوانی انتقادی اسلامی سازی علوم انسانی از منظر اسماعیل فاروقی. فصلنامہ اسراء. ش ۲، صص ۳، ۷۵.
•موسوی، محمد (۱۳۹۱) شمسی. بایستہ ہای اسلامی سازی علوم انسانی از منظر سید محمد نقیب العطاس. فصلنامہ پژوہش فرہنگی واجتماعی. ش ۱. ص ۴۲. ۵۱.
•ساجدی، ابوالفضل (۱۳۹۰)۔ اسلامی سازی علوم انسانی، آسیب شناسی. ماہنامہ معرفت. ش ۱۶۷. ص ۶۱، ۷۱
•بستان، حسین (۱۳۹۵) شمسی۔ گامی بہ سوی علم دینی، ساختار علوم تجربی وامکان علم دینی. قم، پژوہش گاہ حوزہ ودانشگاہ.
•گلشنی، مہدی (۱۳۸۸) شمسی۔ از علم سکولار تا علم دینی. تہران، پژوہش گاہ علوم انسانی ومطالعات فرہنگی.
•سوزنچی، حسین (۱۳۸۹) معنا، امکان وراہکارہای تحقق علم دینی. تہران، پژوہشکدہ مطالعات فرہنگی واجتماعی وزارت علوم تحقیقات وفناوری.
•نجفی، موسوی (۱۳۹۴) شمسی۔ تمدن سازی در ذات انقلاب اسلامی است۔ مہر نیوز کے ساتھ گفتگو۔ ۱۳۹۴/۱۰/۲۷ شمسی۔